سان فرانسسکو امریکہ میں احمدیہ مشن کا بابرکت افتتاح

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۳۰ / جون ۱۹۸۹ء بمقام پٹبرگ سان فرانسسکو)

تشہد و تعوذ اور سورۂ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور نے فرمایا:

جماعت احمدیہ سان فرانسسکو کے لئے یہ دن ایک خاص مبارک اور تاریخی دن ہے کیونکہ ایک لمبے عرصے کے بعد جماعت احمدیہ کو جس مشن کی ضرورت تھی وہ مشن انہیں مہیا ہوا اور آج خدا کے فضل سے اس کا رسمی طور پر افتتاح کیا جا رہا ہے۔ جماعت احمدیہ سان فرانسسکو اگر چہ بہت دور دور تک پھیلی ہوئی ہے اور عملاً ایک جماعت نہیں بلکہ تین جماعتوں میں منقسم ہے بلکہ غالباً ایک چوتھی چھوٹی سی جماعت بھی اس کے پاس منسلک ہو چکی ہے اس لحاظ سے ہمارا سب سے بڑا مسئلہ ایسی جگہ کی تلاش تھا جو مختلف جماعتوں کے لئے کم و بیش برابر فاصلے پر ہو اور دوسرے ضرورت یہ تھی کہ رقبہ اتنا بڑا ہو کہ آئندہ کی ضروریات کو پوری کر سکے اور جلد ہی یہ احساس نہ پیدا ہونا شروع ہو جائے کہ ہم نے چھوٹی اور تنگ جگہ لے لی اور بعد میں آنے والے ہم پر شکوے کریں۔ اس پہلو سے اللہ تعالیٰ کا یہ سلوک ہمیشہ جماعت کے ساتھ چلا آ رہا ہے کہ کھلے اور وسیع حوصلے کے ساتھ جو جگہ بنائی جاتی ہے خدا تعالیٰ جلد جماعت کو وسیع کر کے اس جگہ کو بھر دیتا ہے۔ اس پہلو سے بھی میرا رجحان ہمیشہ اسی طرف رہا ہے کہ جب بھی کوئی مسجد بنائی جائے، کوئی مشن بنایا جائے تو جماعت کی وقتی تعداد سے بہت زیادہ کشادہ جگہ لی جائے اور تجربہ یہی ہے کہ دیکھتے دیکھتے وہ جگہ خدا کے فضل سے بھر جاتی ہے۔ اس میں جو طاقت کارفرما ہے، جو اس کے پیچھے راز ہے وہ اخلاص اور تقویٰ ہے۔ اگر خدا کی خاطر کوئی جگہ لی جائے اور محض اللہ تعالیٰ پر توکل کرتے ہوئے دعاؤں کے ساتھ اور اخلاص کے ساتھ اس کے نام کی

سر بلندی کے لئے کوئی مرکز بنایا جائے تو خدا تعالیٰ اس جذبے کو قبول فرماتا ہے اور اپنے گھر کی رونق کا سامان خود ہی مہیا کیا کرتا ہے لیکن ایک پہلو سے وہ رونق ان نمازیوں پر بھی منحصر ہے جو ایسی جگہوں میں خدا کی عبادت کے لئے حاضر ہوتے ہیں۔ اسی لئے میں نے کہا کہ سب سے پہلا طاقت کا سرچشمہ مومن کے دل سے پھوٹتا ہے اور اس کا تعلق اس کے اخلاص اور اس کی خدا تعالیٰ سے محبت پر مبنی ہے۔ جہاں تک اس جذبے کی قبولیت کا تعلق ہے وہ خدا تعالیٰ کی طرف سے قبول ہونے کے بعد زائد فضل کی صورت میں مومن پر برستا ہے۔ یہی مضمون ہے جسے قرآن کریم نے ان معنوں میں بیان فرمایا کہ خُذُوْا زِيْنَتَكُمْ عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ (الاعراف: ۳۲) کہ مسجدیں تو تم بنا دیتے ہو لیکن مسجدوں کو زینت بخشنا تمہارا کام ہے۔ مسجدوں کی زینت سے تم حصہ نہیں لو گے اگر وہ ظاہری زینت ہے بلکہ مسجدوں کو زینت تم نے بخشنی ہے۔ یہ حیرت انگیز اعلان ہے جس کے متعلق میں پہلے بھی کئی دفعہ روشنی ڈال چکا ہوں لیکن بار بار جماعت کو اس مضمون کو یاد دلانا ضروری ہے۔ تبھی مساجد کے افتتاح کے موقع پر اور مشنز کے افتتاح کے موقع پر میرا دھیان ہمیشہ اس آیت کریمہ کی طرف منتقل ہو جاتا ہے۔

آجکل دنیا میں بڑی بڑی عظیم الشان حکومتیں ہیں جن کے پاس بے شمار دولت ہے اور اس نقطہ نگاہ سے جماعت احمدیہ کا ان کے ساتھ کوئی مقابلہ نہیں۔ زمین اور آسمان کا فرق ہے، دولت اور قوت کے لحاظ سے اور ایسی حکومتیں جو دنیا میں دولت کے لحاظ سے مشہور ہو چکی ہیں ان میں مسلمان حکومتیں بھی ہیں، ان کا اصل زر اپنی جگہ قائم رہتا ہے لیکن جو سود ان کو میسر آتا ہے وہ بھی دولتوں کے پہاڑ بنا دیتا ہے اور ان کو سمجھ نہیں آتی کہ اس روپے کو کہاں خرچ کرنا ہے۔ اس کا ایک حصہ وہ مساجد کی تعمیر پر خرچ کرتے ہیں اور ان کا زور اس بات پر ہے کہ بہت ہی خوبصورت اور حسین اور عظیم الشان فلک بوس عمارتیں تعمیر کی جائیں جو آرکیٹیکچر کے نقطہ نگاہ سے ایک عظیم الشان تعمیری نمونے بن جائیں اور اسلام کے حسن کا ایک ظاہری Symbol نظر آئیں۔ یہ کوششیں قرآن کریم کی اس آیت کے مفہوم سے متصادم ہیں۔ **قرآن کریم نے کہیں یہ ذکر نہیں کیا کہ مساجد اپنی ظاہری شان وشوکت کے نتیجے میں مومن کو زینت بخش سکتی ہیں۔ ہاں یہ فرمایا کہ مساجد کو مومن زینت بخشتا ہے۔** کتنا عظیم الشان کلام ہے، کتنا عارفانہ کلام ہے اور خدا کے تعلق کی روح کو کس شان کے ساتھ اس میں بیان فرما دیا

گیا۔اس نقطہ نگاہ سے آج کی وہ عظیم الشان مساجد جو بڑی بڑی حکومتوں کی دولت سے تعمیر ہوتی ہیں ان پر نظر ڈالیں اور جو نمازی ان میں نماز پڑھتے ہیں ان کے حالات پر غور کریں اور اس مسجد نبوی کا تصور باندھیں جو کچی اینٹوں سے تعمیر کی گئی تھی جس کی چھت گھاس پھوس کی تھی، جس میں جب بارش برستی تھی تو ٹپک کر مسجد کے صحن کو بھی کیچڑ میں بدل دیا کرتی تھی۔اس مسجد کی زینت حضرت اقدس محمد مصطفیٰ ﷺ تھے اور وہ پاکباز وجود تھے جن کو آپ کے تقویٰ نے زینت بخشی اور اپنے اپنے رنگ میں اس تقویٰ سے انہوں نے حصہ پایا۔کوئی نسبت بھی ہوسکتی ہے اُس مسجد کی زینت کو ان مساجد کی زینت سے جن کی فلک بوس عمارتیں تمام دنیا پر ایک رعب اور ہیبت طاری کرتی ہیں۔یہی حال دیگر عبادت گاہوں کا ہے خواہ وہ گرجے ہوں، کیتھیڈرل ہوں یا بڑے بڑے ٹیمپل ہوں دنیا دار کی نظر عمارت کے ظاہر پہ پڑتی ہے اور خدا کی نظر ان دلوں پر پڑتی ہے جو ان عمارتوں میں خدا کی عبادت کی غرض سے حاضر ہوتے ہیں۔

اس پہلو سے سب سے پہلے تو میں جماعت احمدیہ سان فرانسسکو کو مبارکباد کے ساتھ اس امر کی طرف متوجہ کرنی چاہتا ہوں کہ آپ اس مشن ہاؤس کو اپنے وجود کے تقویٰ سے زینت بخشیں، اپنے دلوں کے تقویٰ سے زینت بخشیں۔جب بھی یہاں آیا کریں خدا کی خاطر آیا کریں اور یہ فیصلہ کر کے آیا کریں کہ آپ کی نیکی یہاں آ کر دوسرے بھائیوں کی نیکی کے ساتھ مل کر ایک خوبصورت نظارہ پیش کرے گی۔امر واقعہ یہ ہے کہ نیکیاں نیکیوں کے ساتھ مل کر ایک عظیم الشان قوت بن جایا کرتی ہیں۔ایک شخص کی اکیلی نیکی اپنی جگہ خوبصورت ہے لیکن جب متفرق نیک لوگ ایک جگہ اکٹھے ہوں تو ان کی نیکی کی اجتماعی قوت سے ایک غیر معمولی عظیم الشان روحانی قوت پیدا ہوتی ہے جس کا اثر ان کے ماحول پر بھی پڑتا ہے۔ایک دوسرے پر ان کا اثر پڑتا ہے۔تبھی انفرادی دعاؤں کی ایک اپنی حیثیت اور ایک اپنا مقام ہے لیکن اس کے باوجود اجتماعی دعاؤں کی جو شان اور جو شوکت ہے یعنی روحانی معنوں میں اس کا بعض صورتوں میں انفرادی دعاؤں سے مقابلہ نہیں ہوسکتا۔پس اس مسجد کو آپ نے اپنے تقویٰ کی اجتماعی شکل سے زینت بخشنی ہے۔یہ مضمون بھی حضرت اقدس محمد مصطفیٰ ﷺ نے بیان فرمایا۔آپ نے فرمایا کہ ایک موقع پر ایک جگہ خدا کے کچھ بندے اس کے ذکر کے لئے اکٹھے ہوئے اور ان کے اکٹھا ہونے کا اور کوئی مقصد نہیں تھا تو خدا کے وہ فرشتے جو دن رات انہی

باتوں پر مأمور ہیں۔ کیا مراد ہے ان فرشتوں سے ہم اس کی تفصیل نہیں جانتے لیکن امر واقعہ یہ ہے کہ قانون قدرت کے پیچھے کچھ قوتیں کارفرما ہیں اور ان کے سپرد بعض دائرے ہیں جن میں وہ اپنا کام ادا کرتے ہیں۔ پس اپنے اپنے دائرہ کار سے تعلق رکھنے والے فرشتوں میں سے کچھ ایسے فرشتے بھی ہیں جو خدا کے ان بندوں پر نظر رکھتے ہیں جن کے دل اللہ تعالیٰ کی محبت سے مامور ہوں اور جو ذکر الٰہی کے لئے اکٹھے ہوں۔ حضرت اقدس محمد مصطفی ﷺ نے ہمیں خبر دی اور یہ وہ خبر ہے جو خدا نے آپ کو دی کہ ایک موقع پر ایسے ہی کچھ خدا کے درویش بندے اس سے محبت کرنے والے اکٹھے ہوئے اور وہ فرشتے جو ان باتوں پر مامور ہیں انہوں نے اللہ تعالیٰ سے ان کا ذکر کیا۔ اب یہ بھی ایک روحانی تمثیل ہے ورنہ خدا تعالیٰ تو عالم الغیب والشہادہ ہے۔ فرشتوں کو کچھ بھی علم نہیں سوائے اس کے کہ خدا ان کو عطا کرے۔ پس یہ نہ سمجھیں کہ گویا خدا اس علم کا محتاج ہے بلکہ اس قسم کی باتیں اس لئے بیان کی جاتی ہیں تا کہ بعض عارفانہ باتوں پر مومن کی نگاہ پڑے اور خدا کے فرشتے جو خدا سے ہمکلام ہوتے ہیں اس کے نتیجے میں اللہ تعالیٰ جو جواب دیتا ہے دراصل وہ مقصود ہے۔ ورنہ فرشتوں کا خدا کو اطلاع دینا اپنی ذات میں کوئی حیثیت نہیں رکھتا۔ اس پہلو سے اس روایت پر غور ہونا چاہئے کہ فرشتوں نے خدا کی خدمت میں جو رپورٹ پیش کی وہ رپورٹ مقصود نہیں تھی بلکہ اس کے نتیجے میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے جو فرمان ظاہر ہوتا ہے وہ مقصود ہے۔ بہر حال اس تمہید کے ساتھ اب میں اصل واقعہ کی طرف واپس آتا ہوں۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ ان فرشتوں نے خدا کی خدمت میں یہ رپورٹ کی کہ کچھ ایسے لوگ تھے جو محض تیرے ذکر کی خاطر اکٹھے ہوئے تھے۔ ان کے اکٹھے ہونے کا کوئی اور مقصد نہیں تھا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا یہ وہ لوگ ہیں جن کی بخشش میرے ذمہ ہے۔ وہ نجات یافتہ لوگ ہیں، وہ بابرکت لوگ ہیں۔ اس پر فرشتوں نے عرض کیا کہ اے خدا! ان میں ایک شخص بھی تھا جو راہ چلتے ان کے پاس بیٹھ گیا تھا اس کو کچھ علم نہیں تھا کہ یہ مجلس کس لئے ہے۔ گزر رہا تھا اور گزرتے ہوئے اس نے ستانے کے لئے کچھ لوگوں کو اکٹھے بیٹھے دیکھا تو ساتھ بیٹھ گیا۔ تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ یہ خدا کے بندے جو میری خاطر، میری محبت کی خاطر اکٹھے ہوتے ہیں یہ ایسے بابرکت وجود ہیں کہ ان کی برکتوں سے ان کے ساتھی بھی حصہ پاتے ہیں۔ پس وہ بھی میری رحمت کا مورد بنے گا جو اتفاقاً ان کے پاس بیٹھ گیا اور کچھ عرصہ ان کی صحبت سے اس نے حصہ پایا۔

یہ مضمون میں آپ کو ایک خاص مقصد کی خاطر آپ کو بتا رہا ہوں اور وہ مقصد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے نیک بندے جب خدا کی خاطر اکٹھے ہوتے ہیں، اجتماعی منصوبے کرتے ہیں یا ذکر الٰہی کرتے ہیں تو ان کے اندر کچھ اجتماعی برکت کی طاقتیں پیدا ہوتی ہیں جو محض لوگوں کو بتانے سے، لوگوں کے علم میں نہیں آتیں بلکہ وہ برکتیں ان کے ماحول میں سرایت کرتی ہیں۔ ان کا ماحول ان کی برکتوں سے فائدہ اٹھاتا ہے اس پہلو سے بھی وہ مفید وجود بن جاتے ہیں جن کا ذکر قرآن کریم کی اس آیت میں ملتا ہے کہ كُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ (آل عمران: ۱۱۱) تم دنیا کی بہترین امت ہو جو بنی نوع انسان کے فائدہ کے لئے پیدا کی گئی۔ پس اس مشن میں آپ کا اکٹھا ہونا کچھ تو خود آپ کے لئے برکت کا موجب ہوگا کیونکہ یہاں اکٹھے ہوں گے خدا کے ذکر کے لئے، اللہ تعالیٰ کی طرف سے آپ رحمتیں جذب کرنے والے ہوں گے، ایک دوسرے کے تقویٰ سے آپ کے اندر ایک نئی قوت پیدا ہوگی، ایک اجتماعی طاقت آپ کے اندر اُبھرے گی جو پہلے انفرادی زندگی کی حیثیت میں آپ نے محسوس نہیں کی ہوگی اور یہ امر واقعہ ہے ساری دنیا میں جہاں بھی جماعت کو مساجد بنانے کی توفیق ملتی ہے اور مشن ہاؤس بنانے کی توفیق ملتی ہے وہاں اکٹھے ہونے کی برکت سے جماعتوں کے اندر ایک نئی زندگی اور نئی روح پیدا ہو جاتی ہے۔ یہ کوئی فرضی بات نہیں ہے بلکہ امر واقعہ ہے ان برکتوں کا ہم نے مشاہدہ کیا۔ لیکن جو دوسرا پہلو ہے وہ یہ ہے کہ آپ کے یہاں اکٹھے ہونے کے نتیجے میں آپ کی برکت سے آپ کے ہمسایوں کو بھی حصہ ملنا چاہئے۔ آپ کی برکت سے آپ کے شہر کو بھی حصہ ملنا چاہئے، آپ کی برکت سے اُس سارے ماحول کو حصہ ملنا چاہئے جو ماحول آپ کے ساتھ رابطہ پیدا کرتا ہے یا آپ جس ماحول سے رابطہ پیدا کرتے ہیں۔

اس ضمن میں ہماری وہ جماعتیں جو کینیڈا میں موجود ہیں یا امریکہ کے بعض اور علاقوں میں موجود ہیں انہوں نے عملاً اس بات کو ثابت کیا ہے کہ یہ کوئی فرضی بات نہیں ہے واقعۃً تھوڑوں کے فیض سے بعض دفعہ بڑی تعداد کے لوگ فیض پایا کرتے ہیں۔ چنانچہ حال ہی میں جو کینیڈا کا دورہ کرنے کی مجھے توفیق ملی، مجھے دیکھ کر تعجب ہوا کہ بعض جگہوں میں جماعت کی تعداد شہر کی تعداد کے مقابل پر اتنی تھوڑی ہے کہ کسی ذکر اور شمار میں اس کا لانا ہی ممکن نہیں۔ دو یا تین گھروں کی ایک جماعت لاکھ سے زائد آبادی میں بس رہی ہے اور اس آبادی کے تمام معززین اس بات پر گواہ ہیں کہ

یہ لوگ ہماری سوسائٹی کے لئے مفید وجود ہیں۔ یہاں تک کہ بعض ایسی جماعتوں کے جشن صد سالہ کے موقع پر اُن کے گورنرز نے، ان کے چیف منسٹرز نے، ان کے MPs نے یا شرکت کی یا پیغام بھیجے اور اس بات کا اقرار کیا کہ یہ جماعت تھوڑی تو ہے لیکن غیر معمولی صلاحیتوں سے مزیّن ہے اور اس کی وجہ سے ہماری سوسائٹی کو بہت سے فوائد پہنچ رہے ہیں۔ پس آپ کا تھوڑا ہونا اس راہ میں کوئی عذر نہیں کہ آپ سے اتنا عظیم الشان شہر سان فرانسسکو کو جو ساری دنیا میں مشہور ہے اور ساری دنیا میں ایک بہت ہی طاقتور اور با اثر شہر کے طور پر اس کے تذکرے چلتے ہیں اس میں یہ چھوٹی سی جماعت اثر پیدا کر سکے اس راہ میں آپ کا یہ عذر کافی نہیں کہ ہم تو بہت ہی تھوڑے ہیں، ہماری تو کوئی گنتی نہیں، ہمارا تو کوئی شمار نہیں، ہم غریب لوگ ہیں، ہم میں سے اکثر باہر سے آنے والے ہیں اور اس سوسائٹی پر ہم کیا اثر انداز ہو سکتے ہیں؟ میں آپ کو بتاتا ہوں کہ اخلاق حسنہ وہ اخلاق جو تقویٰ سے پیدا ہوتے ہیں، وہ شخصیتیں جو تقویٰ کی بناء پر تعمیر پاتی ہیں، وہ لوگ جو اللہ کی محبت دل میں رکھتے ہیں اور اس محبت کے نتیجے میں خدائی وجود بن جاتے ہیں وہ یقیناً با اثر اور بارسوخ وجود ہوتے ہیں۔ ان کی تعداد کی کمی ان کے رسوخ کی راہ میں حائل نہیں ہوا کرتی۔ چنانچہ جیسا کہ میں نے ذکر کیا ہے کینیڈا کے سفر میں مشرق سے مغرب تک جہاں جہاں میں گیا اللہ تعالیٰ کے فضل سے وہاں کی جماعتوں کی یہ غیر معمولی خوبی مجھے دکھائی دی۔ ممبرز آف پارلیمنٹ (Members of Parliament)، وہاں کے میئرز، وہاں کے ایلڈرمین (Eldermen) غرض یہ کہ جتنے مختلف قسم کے شہر کے نمائندے یا علاقوں کے نمائندے تھے جب وہ مجھ سے ملے تو انہوں نے بطور خاص اس بات کا ذکر کیا کہ ہم آپ کی جماعت کی اعلیٰ اخلاقی قدروں سے اتنا متاثر ہیں کہ ہم چاہتے ہیں کہ یہ جماعت نشو ونما پائے، ہم اس جماعت کے ممنون ہیں کہ اس جماعت نے ہماری سوسائٹی میں نئے رنگ بھرنے میں ایک عظیم الشان کردار ادا کرنا شروع کیا ہے۔ تھوڑے ہونے کے باوجود ہماری نظر ان پر تحسین کے ساتھ پڑ رہی ہے اور ہم اپنے پر لازم سمجھتے ہیں کہ بحیثیت امام جماعت احمدیہ آپ کے اس دورے پر خصوصیت کے ساتھ آپ کا شکریہ ادا کریں کہ آپ نے اتنی حسین جماعت کی تعمیر میں ایک کردار ادا کیا ہے۔ یہ احساس کوئی معمولی احساس نہیں ہے۔ اس احساس کا اعتراف اس سے بھی زیادہ حیرت انگیز ہے۔ کینیڈا امریکہ کے برابر تو نہیں، امریکہ سے بہت معمولی طاقت کا ملک سہی لیکن ساری دنیا

میں ایک عظیم الشان ملک ہے۔ دنیا کی باقی طاقتوں کے مقابل پر ایک بہت ہی وسیع اور خدا تعالیٰ کی طرف سے غیر معمولی معدنی دولتیں پانے والا ملک ہے۔ علاوہ ازیں سائنس کے لحاظ سے بھی یہ غیر معمولی ترقی یافتہ ملک ہے۔ پس امریکہ کے سائے کی وجہ سے بظاہر آپ کو چھوٹا دکھائی دیتا ہو یعنی اپنے قد وقامت میں لیکن امر واقعہ یہ ہے کہ دنیا کی قوموں کے لحاظ سے کینیڈا کو ایک بہت عظیم حیثیت حاصل ہے اور اس کے آگے بڑھنے کے بہت ہی وسیع امکانات ہیں۔ پس ایسے عظیم ملک کے بڑے بڑے سیاسی راہنماؤں اور حکومت کے اعلیٰ افسروں کا ایک چھوٹی سی جماعت کے متعلق یہ اعتراف کرنا جہاں ان کے اعلیٰ خلق کے اوپر ایک بے لاگ تبصرہ ہے، جہاں ان کے اعلیٰ خلق کو داد تحسین دیتا ہے وہاں اس جماعت کے حسن خلق کے متعلق بھی ایک عظیم شہادت ہے۔ کیا وجہ ہے کیوں وہ لوگ اتنا متاثر ہوئے؟ اور کیا وجہ ہے کیوں آپ اپنے ماحول کو ایسے متاثر نہیں کر سکتے؟ یہ دوسرا سوال ہے جس کی طرف میں آپ کو متوجہ کرنا چاہتا ہوں۔

اگر آپ مسجدوں میں اپنی زینتیں لے کے آئیں جو قرآن کریم کی روح سے تقویٰ ہے، اللہ کی محبت، اللہ کا پیار اور اس خوف میں مبتلا رہنا کہ ہماری کسی حرکت سے خدا ناراض نہ ہو جائے اس کا نام تقویٰ ہے۔ عجیب بات ہے کہ دنیا میں اکثر لوگ اس خوف سے تو زندگی گزارتے ہیں کہ کہیں دنیا ہم سے ناراض نہ ہو جائے، کہیں معاشرہ ہم سے ناراض نہ ہو جائے، کہیں ہماری کمزوریاں اور بدیاں دوسروں کو نظر نہ آجائیں اور اس کے نتیجے میں لوگوں کا رویہ ہم سے تبدیل نہ ہو جائے تو دنیا کے تقویٰ میں، دنیا کے خوف میں مبتلا، دنیا کی اکثر آبادی اپنی زندگیاں ضائع کر دیتی ہے اور کچھ بھی ان کو حاصل نہیں ہوتا۔ جہاں دنیا نے ناراض ہونے کا فیصلہ کیا وہاں وہ ناراض ہوگی اور کوئی بھی اور طاقت اس کو روک نہیں سکتی۔ جہاں منہ سے وہ چند تعریفیں کر لیں وہ تعریفیں بھی آپ کی اندرونی شخصیت کو تبدیل نہیں کر سکتی مگر اللہ کا تقویٰ ایک عظیم الشان طاقت ہے اور اس تقویٰ کے ساتھ زندگی بسر کرنے کا مقصد یہ ہے، اس کی روح یہ ہے کہ آپ ہمیشہ یہ سوچا کریں کہ ایک ذات ایسی ہے جس سے میں کچھ چھپا نہیں سکتا۔ میرا اندرونہ، میرے اندرونے کی پاتال تک اس کی نگاہ ہے۔ وہ وہ باتیں بھی میرے متعلق جانتا ہے جو ابھی شعوری طور پر، کانشس طور پر میرے دماغ کے شعوری حصے پر نہیں اُبھریں مگر غیر شعوری حصے میں وہ دبی پڑی ہیں۔ کبھی خوابوں کی صورت میں مجھے دکھائی دے دیتی ہیں، کبھی

تو اہمات کی صورت میں ان کی جھلکیاں میں دیکھتا ہوں لیکن خدا کی ان پر نظر ہے۔ اس خدا کے سامنے زندگی گزارتے ہوئے مجھے ہمیشہ یہ خیال رکھنا چاہئے کہ میری کسی حرکت سے میری کسی سوچ سے، میری کسی نیت سے خدا تعالیٰ ناراض نہ ہو جائے اور میں اس کی محبت سے محروم نہ رہ جاؤں یہ ہے تقویٰ کی روح اور تقویٰ کا مضمون۔

اس پہلو سے جہاں تک مقامی جماعت کا تعلق ہے جتنا مختصر سا رابطہ میرا اس جماعت سے ہوا ہے میں خوشی سے اس بات کا اظہار کرنا چاہتا ہوں کہ میرے نزدیک اللہ تعالیٰ نے آپ کی جماعت کو تقویٰ کی بنیادی صفت سے مزین فرمایا ہوا ہے۔ میں نے آپ کے اندر بہت اچھے اور نیک لوگ دیکھے ہیں۔ باوجود اس کے میں یہ اقرار کر رہا ہوں کہ امریکہ کی اور کینیڈا کی جماعتوں میں بظاہر آپ کی جماعت کو کوئی حیثیت حاصل نہیں، بظاہر آپ کی جماعت نہ منظّم ہے، نہ اجتماعی کوششوں میں کوئی ایسا حصہ لے رہی ہے جو جماعت کے لحاظ سے، دنیا کے لحاظ سے قابل ذکر ہو لیکن اس کے باوجود آپ کا خمیر اچھا ہے، آپ میں ایسے لوگ بھی جن کا جماعت سے تعلق نہیں مثلاً احمدیوں کی غیر احمدی بیویاں۔ ان کے اندر بھی میں نے سعادت دیکھی اور یہ جذبہ اور روح دیکھی کہ ہم جماعت کے اجتماعی نظام سے استفادہ کرتے ہوئے اپنے بچوں کی اچھی تربیت کر سکیں بلکہ بعض نے شکوے کئے کہ ہم اگر چہ مسلمان نہیں لیکن ہم اپنے خاوندوں کی وفادار ہیں اور اپنے بچوں کی بہبود کا تقاضا بھی ہمیں مجبور کر رہا ہے کہ ان کو اچھا مسلمان بنائیں۔ اس پہلو سے نظام جماعت ہماری کوئی مدد نہیں کر رہا اور نظام جماعت کے پاس کوئی ایسی جگہ نہیں جہاں ہمارے بچے بار بار آئیں اور اسلامی اخلاق سے آراستہ ہو سکیں، اسلامی آداب سیکھ سکیں۔ تو یہ احساس بہت ہی پسندیدہ احساس ہے نہ صرف احمدیوں میں بلکہ غیر احمدیوں میں بھی موجود ہے۔ نہ صرف مسلموں میں بلکہ غیر مسلموں میں بھی موجود ہے۔

پس میں نے جس نظر سے آپ کو دیکھا ہے میں اطمینان کے ساتھ یہاں سے روانہ ہوں گا۔ مجھے یقین ہے کہ آپ کے اندر جوہر قابل موجود ہے۔ اس کے علاوہ میں نے تقویٰ کی ایک علامت یہاں پائی کہ دکھاوا نہیں ہے یہاں۔ اس مشن پر جس کو آپ آج دیکھ رہے ہیں اگر آپ میں سے کچھ لوگ جو نہیں جانتے کہ اس کی کیا حالت تھی۔ آج سے دو چار مہینے پہلے اس کو دیکھتے تو حیران ہو جاتے کہ محض ایک اجاڑ سی جگہ تھی، ایک ویرانہ سا تھا اور بہت ہی بدصورت نظر آنے والی عمارت

تھی۔ایک Barn ہے جو آپ کے سامنے ہے اب اس میں Barn والی کوئی شکل نہیں بلکہ اسے ایک باقاعدہ مسجد یا ہال کی شکل میں تبدیل کیا جا رہا ہے۔خاموشی کے ساتھ بغیر کسی ریاکاری کے دن رات بعض لوگوں نے یہاں خدمتیں کی ہیں اور مجھے بھی یہاں آنے کے بعد پتا چلا کہ وہ کون لوگ تھے؟ کس طرح انہوں نے دن رات یہاں محنتیں کی ہیں، کس طرح وقار عمل کر کے اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت کا بے شمار روپیہ بچایا اور پھر اس خدا کے گھر کو یا جماعت کے مرکز کو رونق دینے میں اتنا غیر معمولی حصہ لیا۔ پھر وہ جو یہاں خاص طور پر قابل شکر یہ ہیں یعنی ہمارے یہاں کی جماعت کے پریذیڈنٹ محمد فیروز صاحب ان سے جب میں نے بات کی تو یہ عجیب بات دیکھی کہ بجائے اس کے کہ وہ فخر سے یہ کہیں کہ میں نے یہ کام کئے ہیں، یا میں نے کام کروائے ہیں۔امر واقعہ یہی ہے کہ انہوں نے مرکزی کردار ادا کیا ہے۔وہ بار بار میری توجہ دوسروں کی طرف مبذول کرواتے رہے کہ ٹھیک ہے میں بھی شامل ہوں لیکن اصل یہ کام کرنے والے ہیں ان کو عزت دیں، ان کے ساتھ پیار کریں، ان کے ساتھ اظہار تحسین کریں، ان کی دلداری کریں۔ یہ لڑکے ہیں جنہوں نے دن رات محنت کی ہے، یہ بوڑھے ہیں جنہوں نے دن رات محنت کی ہے، یہ ساتھ کی جماعت کے پریذیڈنٹ ہیں جو اعزاز کا حق رکھتے ہیں۔ یہ ہے تقویٰ کی روح۔پس میں کیسے غیر مطمئن ہو کر یہاں سے جا سکتا ہوں جبکہ میں نے اپنی آنکھوں سے آپ کے دلوں میں تقویٰ کی علامتیں دیکھی ہیں۔ایک موقع پر میں نے کل جب مجلس ہوئی محمد فیروز صاحب کو اپنے ساتھ بٹھایا۔ دوسری مجلس کے وقت انہوں نے بڑے ہی ادب اور بڑے ہی لجاجت کے ساتھ مجھ سے درخواست کی کہ اس دفعہ مجھے نہ بٹھایئے ، ہماری ساتھ کی جماعت کے پریذیڈنٹ نے بہت محنت کی ہے یہاں ان کا بھی حق ہے، ان کو بٹھایئے۔اب ظاہر بات ہے کہ خلیفہ وقت کے ساتھ بیٹھنے کی ہر دل میں تمنا ہوتی ہے، ایک محبت ہے جو مجھے ان سے ہے اُن کو مجھ سے ہے اور اس لئے ایک دوسرے کے قرب سے ہم لذت پاتے ہیں۔ ایسے موقع کو اس ایثار کے ساتھ چھوڑنا، اس خیال کے ساتھ کہ میں ہی نہیں ہوں اور بھی ہیں یہاں خدمت کرنے والے۔یہ بات صاف بتا رہی ہے کہ ان کے دل میں تقویٰ ہے اور جب دوسروں سے میں نے پوچھا تو ہر ایک نے یہی کہا کہ وہ کام کرنے والا ہے یا فلاں کام کرنے والا ہے۔اپنی ہی طرف توجہ مبذول نہیں کراتے رہے۔

پس خدا نے آپ کو وہ اندرونی دولت عطا فرمائی ہے جو عظیم الشان کام سرانجام دے سکتی ہے۔ یہاں صرف نظام کی کمی ہے، یہاں صرف اجتماعیت کی کمی ہے۔ ایک حصہ اس کا اللہ تعالیٰ کے فضل سے آج اس مشن کی صورت میں پورا ہو گیا ہے یعنی جب تک کوئی جگہ اکٹھے اٹھنے بیٹھنے کی نہ ہو اس وقت تک نظام پوری طرح کام نہیں کیا کرتے۔ گھروں گھروں میں پھر کر پیغام دینا اور گھروں گھروں سے رابطے کر کے ایک اجتماعی شکل پیدا کرنے کی کوشش کرنا، ایک کوشش تو ہے لیکن حقیقت ہے کہ ایسی نتیجہ خیز کوشش نہیں بن سکتی جب تک کہ ایسا مرکز نہ ہو جہاں سب جگہ سے لوگ اکٹھے ہوں، ذاتی تعلق پیدا کریں، مختلف قسم کی مجالس میں وہاں اکٹھے ہوں۔ اطفال کی تربیت کے لئے کلاسز لگائی جائیں، ناصرات کی تربیت کے لئے وہاں درس قائم کئے جائیں۔ اسی طرح لجنہ اور خدام الاحمدیہ اس مرکز کو بار بار آ کر رونق دیں اور اپنی اجتماعی زندگی کا محور بنا دیں۔ یہ وہ ضروری چیز ہے جو اللہ کے فضل سے آپ کو اب مہیا ہو گئی ہے۔

اگر چہ جماعتوں کے فاصلے زیادہ ہیں لیکن اگر دلوں کے فاصلے نہ ہوں تو یہ فاصلے طے ہو جایا کرتے ہیں۔ اس لئے میں آپ کو اب یہ نصیحت کرتا ہوں کہ خدا کے اس احسان سے پورا پورا فائدہ اٹھائیں۔ وہ ہمارے احمدی بھائی یا بہنیں جنہوں نے پہلے اس مشن کو رونق بخشنے میں حصہ نہیں لیا وہ اب اس کمی کو باقی وقتوں میں پورا کرنے کی کوشش کریں۔ وہ جن کا نظام جماعت سے واجبی سا رابطہ ہے۔ احمدی ہیں جب ان کے پاس کوئی پہنچ جائے تو قربانی بھی کر دیتے ہیں مگر آزاد اور الگ رہتے ہیں۔ ان کے لئے اب الگ رہنے کا کوئی عذر نہیں رہا۔ ان کو چاہئے کہ وہ اپنی خدمات اپنے پریذیڈنٹ صاحبان کی خدمت میں پیش کریں اور میں جانتا ہوں کہ آپ میں سے ایک بڑی تعداد ایسی ہے جو دنیاوی لحاظ سے بھی بڑی قابلیتیں رکھتی ہے۔ مالی لحاظ سے بھی بعضوں کو وسعتیں ملی ہیں بعضوں کو مزید وسعتیں ملنے کے آثار ظاہر ہو رہے ہیں اس لئے آپ کی جماعت میں وہ تمام بنیادی صلاحیتیں موجود ہیں کہ آپ ایک عظیم جماعت کے طور پر یہاں اُبھریں اور ارد گرد ماحول پر ایک نیک اثر قائم کریں۔ اس پہلو سے میں آپ سے توقع رکھتا ہوں کہ خدا جب بھی مجھے دوبارہ یہاں آنے کی توفیق عطا فرمائے، جس طرح گزشتہ آمد کے مقابل پر آج میں پہلے سے بہت زیادہ خوشی محسوس کر رہا ہوں، اسی طرح میری اگلی آمد کے وقت بھی آپ میں ایسی روحانی اور پاکیزہ تبدیلیاں پیدا ہو چکی ہوں کہ

میں بہت ہی زیادہ خدا کے حضور اپنی روح کو جھکاتے ہوئے اس کے حضور سجدہ ریز ہوتے ہوئے یہاں سے رخصت ہوں کہ اللہ کے فضل سے یہ جماعت ترقی کی لامحدود راہوں پر گامزن ہو چکی ہے۔

اس سلسلے میں اجتماعیت کو یاد رکھیں، اجتماعیت میں انسان کی زندگی ہے۔ فرد کی اکیلی زندگی کوئی حیثیت نہیں رکھتی۔ آپ کی انفرادی طاقتیں قطروں کی حیثیت رکھتی ہیں کہ قطرے اکٹھے ہوں گے تو دریا بنیں گے۔ اگر نہیں تو خشک زمینیں یہاں ہر طرف ایسی پھیلی پڑی ہیں جو قطروں کو جذب کریں گی اور جذب کر کے اس کی رسید تک نہیں دیں گی۔ ان قطروں کو اپنا لیں گی، ان کے اندر جو خدا نے تاثیر پیدا کرنے کی صلاحیتیں رکھی ہیں ہیں وہ تاثیریں ظاہر نہیں ہوں گی جو اجتماعیت سے پیدا ہوتی ہیں۔ اگر آپ لوگ اجتماعیت اختیار کریں، نظام جماعت سے وابستہ رہیں، اپنی خدمتیں پیش کریں اور خدمتیں نہ لینے کے نتیجے میں تکلیف محسوس کریں، کوشش کریں کہ آپ کے اوپر جماعت کے تقاضے بڑھیں، آپ پر جماعت بوجھ ڈالے اور آپ خوشی سے قبول کریں اور اگر بوجھ نہ پڑے تو تکلیف محسوس کریں۔ یہ وہ روح ہے جو ابراہیمی روح ہے اور اس ابراہیمی روح کے نتیجے میں خدا نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو قیامت تک کی برکتوں کے وعدے کئے تھے۔ اس روح کا چھوٹا سا نظارہ کل سوال و جواب کے وقت ہوا جب ایک نوجوان نے اُٹھ کر یہ شکوہ کیا کہ ہم سے کم خدمت لی جا رہی ہے آپ کی نگہداشت کے سلسلے میں اور لاس اینجلس سے جو لوگ تشریف لائے ہیں ان کو زیادہ خدمت کا موقع دیا جا رہا ہے۔ یہ بات انہوں نے جیلسی کے نتیجے میں یعنی جلن کے نتیجے میں نہیں کہی بلکہ صاف ظاہر تھا کہ خدمت کا شوق تھا جس کی وجہ سے بے اختیار انہوں نے یہ بات کہی۔ یہ روح اپنی ذات میں بہت ہی قیمتی روح ہے۔ اس بات کی تمنا کرنا کہ خدا ہمیں خدمت کی توفیق بخشے اور خدمت نہ ہونے پر افسوس کرنا، خدمت ہونے پر افسوس نہ کرنا۔ اس کو میں نے ابراہیمی روح اس لئے قرار دیا کہ قرآن کریم سے پتا چلتا ہے کہ حضرت ابراہیم نے یہ دعا کی تھی کہ وَاَرِنَا مَنَاسِكَنَا وَتُبْ عَلَيْنَا ۚ (البقرہ: ۱۲۹) یہ ایسی عظیم الشان دعا ہے جس کا اور کہیں آپ کو ذکر نہیں ملے گا۔ خاص ابراہیم کی دعا ہے اور اس کا مطلب یہ ہے کہ اے خدا ہمیں اور قربان گاہیں دکھا۔ جو قربان گاہیں، Alters قربانی کی ہمیں آپ نے بتائیں ان پر تو ہم تیرے فضل اور تیری توفیق کے ساتھ پورے اُتر رہے ہیں لیکن دل کی پیاس نہیں بجھی۔ میں چاہتا ہوں کہ اے میرے آقا! تو مجھے اور قربان گاہوں کی

طرف اشارہ کرتا کہ میں دوڑتا ہوا ان کی طرف بھی بڑھوں اور ہر قربان گاہ پر تیرے حضور قربانیاں دوں۔ یہ ابراہیمی روح تھی جس کے نتیجے میں خدا تعالیٰ نے غیر معمولی برکتوں کے وعدے کئے ورنہ انبیاء تو دنیا میں ہر قسم کے ہیں ایک دوسرے پر فضیلت رکھنے والے ان کے ساتھ وہ سلوک دکھائی نہیں دیتا جو حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ساتھ کیا گیا اور یہی خاص ابراہیمی روح تھی جس کے نتیجے میں حضرت اقدس محمد مصطفیٰ ﷺ کو آپ کی ذرّیت میں پیدا کیا گیا ہے۔ وہ عظیم الشان قربان گاہیں جو رسول اللہ ﷺ کے وجود سے تعلق رکھتی ہیں وہ بھی میں سمجھتا ہوں کہ اس دعا کے ساتھ ایک گہرا رابطہ رکھتی ہیں۔ پس آپ کے اوپر ابراہیمی ہونے کی حیثیت سے اور محمد مصطفیٰ ﷺ کے غلام ہونے کی حیثیت سے یہ غیر معمولی ذمہ داری عائد ہوتی ہے یا یہ بہت ہی حسین اور پیاری ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ آپ بھی خدا کے حضور یہی سلوک کی راہ اختیار کریں اور اللہ سے یہ عرض کرتے رہیں کہ اے خدا جماعتی ذمہ داریوں پر ہمارے دل میلے نہ ہونے دینا۔ جماعتی بوجھ جب ہم پر ڈالے جائیں تو ہمیں ایسا بدنصیب نہ بنانا کہ ہم سمجھیں کہ یہ کیا مصیبت پڑ گئی ہے۔ ہم پر کیوں یہ بوجھ ڈالے جارہے ہیں بلکہ ہمارے دل میں ہمیشہ یہ تمنا جاری رکھنا اور بے قرار تمنا جاری رکھنا کہ ہم جب ایک کام کرلیں تو خلا سے گھبرائیں جب ایک مصروفیت سے فارغ ہوں تو دوسری مصروفیت کے لئے تمنا دل میں پیدا کریں اور اس بات میں زیادہ خوشی محسوس کریں کہ ہم تیری خدمت کر رہے ہیں بہ نسبت اس کے کہ ہم دنیا کے کاموں میں مصروف ہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو اس کی توفیق عطا فرمائے اور خدا کرے کہ یہ جماعت جلد جلد بڑھے اور نظام جماعت کے ساتھ موتیوں کی طرح منسلک ہو جائے۔ ایسے موتیوں کی طرح نہیں جو زینت کے لئے استعمال ہوتے ہیں، جو دکھاوے کے لئے استعمال ہوتے ہیں بلکہ ایسے موتیوں کی طرح جو تسبیح کے دانے بن جاتے ہیں اور جن کے ساتھ جب انگلیاں حرکت کرتی ہیں تو ہر حرکت کے ساتھ خدا کا نام بلند ہوتا ہے اور انسان اس کی حمد اور ثناء کے گیت گاتا ہے۔ خدا کرے کہ ایسا ہی ہو۔

نماز جمعہ کے بعد نماز عصر بھی ادا کی جائے گی ساتھ ہی۔ میں مسافر ہوں دو رکعتیں پڑھوں گا مقامی دوست سلام پھیرے بغیر کھڑے ہو کر عصر کی چار رکعتیں پوری کریں گے۔ آپ میں سے جو مسافر ہیں وہ میرے ساتھ ہی سلام پھیریں گے۔